Article

The concept of Time and Space in Women Fiction Writers of Southern Punjab

جنوبی پنجاب کی خواتین افسانہ نگاروں کے افسانوں میں تصورِ زمان و مکاں

Tohid Anwaar*[1]
M.Phil Urdu Scholar ,Khawaja Fareed University of Engeenring and Information Technology, Raheem Yar Khan.
Naila Hussain[*2]
M.Phil Urdu Scholar ,Khawaja Fareed University of Engeenring and Information Technology, Raheem Yar Khan.

1.توحید انوار
ایم فل اردو سکالرز،خواجہ فرید یونیورسٹی آف انجنیئرنگ اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی،رحیم یار خان
2۔نائلہ حسین
ایم فل اردو سکالرز،خواجہ فرید یونیورسٹی آف انجنیئرنگ اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی،رحیم یار خان

Correspondanance: taniatoheed444@gmail.com

eISSN:**3005-3757**
pISSN: **3005-3765**

Received: 12-04-2024
Accepted:22-06-2024
Online:28-06-2024

Copyright:© 2023 by the authors. This is an

Abstract: Time and space is a physical concept, in English it is also called space time or space and time. Literature is a means of symbolic and creative expression of all the themes of the universe. Knowledge of modern social sciences is very important for the understanding of literature in the present era. The concept of time, space and time has been a very important topic in every genre of Urdu. Allama Iqbal, who has presented an important and consistent theory of time in his poetry, which is not different from science and religion, but in fictional

access-openarticle distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

literature, "time" has been seen in different colors and lived through various experiences. Therefore, this article is related to fictional literature. Literature has sometimes faced criticism and sometimes lies. This genre has a very different concept of 'time' from earthly time. Time in ancient stories is necessarily past. It started with the past and ended with the past. The present and the future were not included in the narrative.

KEYWORDS: : Fiction Writers, Southern Punjab, Time ,Space, Criticism, famanist , women, Technique, Literature, Story, Theory.

وقت اور زماں و مکاں ایک طبیعاتی تصور ہے انگریزی میں اسے space time یا space and time بھی کہتے ہیں۔ ادب کائنات کے تمام موضوعات کا علامتی و تخلیقی اظہار کا ذریعہ ہے۔ موجودہ دور میں ادب کی تفہیم کے لیے جدید سماجی علوم سے جانکاری از حد ضروری ہے۔ وقت اور زمان و مکان کا تصور اردو کی ہر صنف میں ہی بہت اہم موضوع رہا ہے۔ علامہ اقبال جنھوں نے اپنی شاعری میں وقت کا اہم اور مستقل نظریہ پیش کیا ہے جو سائنس اور مذہب سے مختلف نہیں ہے مگر افسانوی ادب میں "وقت" کو مختلف رنگوں میں دیکھا برتا اور متعدد تجربات سے گزارا گیا ہے۔ اس لیے اس مضمون کا تعلق افسانوی ادب کے ساتھ جُڑا ہوا ہے۔ ادب کو کبھی تنقید کا سامنا کرنا پڑا اور کبھی جھوٹ کا۔ اس صنف کو 'وقت' کا تصور زمینی وقت سے بہت مختلف ہے۔ قدیم داستانوں میں وقت لازمی طور پر ماضی سے شروع ہو کر ماضی پر ہی ختم ہو جاتا تھا۔ زمانہ حال مستقبل بیانیے میں شامل نہیں ہوتے تھے:

> "ادب کی تاریخ اور ادب کی تحقیق میں فرق برقرار رکھنا بہت ضروری ہے۔ ادبی تاریخ اور ادبی تحقیق کے منصب کو واضح طور پر سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے ہاں بیشتر کام کرنے والے ان شعبوں کے تصورات کو خلط ملط کر دیتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ ادبی موؑرخین کی تاریخ میں تحقیقی حقائق ہی پر تمام توجہ مرکوز ہوتی ہے"۔(1)

فکشن میں تاریخ اور وقت کا تصور اہم ہے۔ ادبی مورخین نے بھی اس پر توجہ مرکوز کی ہے۔ فکشن میں "خارجی وقت اور داخلی وقت" ایک ساتھ سفر کرتے ہیں لیکن رفتار میں بے حد فرق ہوتا ہے۔ یوں خارجی وقت نظام شمسی کا تابع

ہوتا ہے اور داخلی وقت زمانی وقت سے آزاد ادبی تصور کا ماتحت ہوتا ہے۔ اردو افسانے میں وقت کا تصوّر اور زمان و مکاں بہت اہمیت کے حامل ہیں۔

پروفیسر ابو بکر عباد لکھتے ہیں:

"فکشن میں وقت کا بہاؤ سائنس کے بر خلاف حال سے مستقبل کی طرف یا بعض مذاہب اور فلسفے کی مانند دائری شکل کے بر خلاف نہ تو گزرتا ہے، نہ اسکی کوئی سمت ہوتی ہے۔ بلکہ "وقت" پوری طرح معلق ہوتا ہے اور زمانہ ماضی، حال اور مستقبل سب ایک لمحے میں سمٹ آتا ہے یا یوں کہیے وقت تمام زمانوں کا ادغام ہو جاتا ہے یا یوں کہ لیجیے کہ وقت ٹھہر جاتا ہے"۔(2)

کئی افسانہ نگاروں کے ہاں وقت کا تصور بہت جامع انداز میں ملتا ہے۔ انتظار حسن، احمد داؤد، احمد جاید، رشید امجد، طاہرہ اقبال کے افسانوں میں وقت کو خاص نظم وضبط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ لبابہ عباس کے افسانوں میں وقت اور زماں و مکاں کے کئی موضوعات ملتے ہیں کہ وقت کا پہیا کیسے گھومتا ہے اور کیسے انسان کی زندگی پر اس کا اثر ہوتا ہے اور شب و روز بدلتے محسوس ہوتے ہیں اور بعض افسانوں میں تو وقت پنکھ لگا کر اڑتا محسوس ہوتا ہے۔ افسانے "گود کا دکھ" میں ایک عورت کی زندگی میں وقت کے بدلتے رنگ کو بڑی ہی کڑوی سچائی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جس میں ایک ماں کا بیٹی سے کچھ وقت اپنے لیے مانگنے کا سوال اور پھر جب بیٹی اپنی ماں کی عمر کو پہنچ جاتی ہے تو یہی وقت اس پر آ پہنچتا ہے۔

"سیما بیٹی تم آ جاؤ مجھے بخار ہے بہت اکیلی ہوں تمھیں مِس کر رہی ہوں۔ دوسری طرف سے آواز آئی ماما آپ کو پتہ ہے رباب کا اے لیول کا امتحان ہونے والا ہے۔ اسے بہت پڑھانا ہے میں اسے ڈسٹرب نہیں کر سکتی پھر عابد کو چھٹی ملنا بہت مشکل ہے۔ پچھلے ہفتے ہم مری چلے گئے تھے خاصی چھٹیاں ہو گئی ہیں۔ آپ ایسا کریں ہمت کریں سرونٹ کی بیل بجائیں میں بشیر اں کو دوائیاں سمجھا دیتی ہوں"۔(3)

لبابہ عباس کے افسانے "لالٹین روتی ہے" میں وقت کو پہیے کی طرح گھومتے دکھایا گیا ہے۔ اس افسانے کا مرکزی کردار لبنیٰ ہے۔ وہ پہلے اپنے بچپن میں اپنے ننھیال کے گھر کے حالت و واقعات بیان کرتی ہے۔ بچپن میں کس طرح اپنے ننھیال کے گھر میں خوش و خرم اور خوشبوؤں سے بھرپور زندگی جی رہے تھے۔ جس حویلی میں وہ رہتے تھے وہ خوشیوں کا مسکن تھی۔ وہ اپنے نانا، نانی، ماموں اور خالاؤں کے ساتھ ایک خوشی سے بھرپور زندگی جی رہے تھے۔

"سرِ شام صحن میں بستر لگ جاتے اور ہم نانی، خالہ ماموں ان سب کے درمیان دُبک جاتے۔ نانی مذہب کی باتیں کرتیں۔ ماموں کسی کو چھیڑ

دیتے۔خالہ کوئی چٹکلہ چھوڑ دیتیں اور یوں ہم ہنستے ہنستے بولتے بولتے سو
جاتے"۔(4)

لبابہ عباس کے افسانے "لالٹین روتی ہے" کا مرکزی کردار لبنیٰ ہوتی ہے اس افسانے میں وقت تیزی سے بدلتا ہے لبنیٰ بچپن سے نکل کر جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتی ہے وہ حویلی جو خوشیوں کا گہوارہ تھی اب کھنڈر بن گئی۔اس حویلے کے بیشتر مکین ابدی نیند سو جاتے ہیں۔گھر کے در ودیوار سب بدل جاتے ہیں۔بڑے ابا کی حویلی جو خوشیوں کا مسکن تھی اب کھنڈر بن جاتی ہے۔

"بڑے ابا کی حویلی اب آثار قدیمہ کے کھنڈرات محسو ہوتی ہے۔رات کے
اندھیرے میں پرانی روحوں کا مسکن لگتی ہے"۔(5)

لبابہ عباس کا افسانہ "خوشبو کا سفر" بھی ایک عورت کی کہانی ہے جو گھر میں سب سے بڑی ہوتی ہے اس کی ماں اس کی تعلیم و تربیت بڑے ہی عمدہ انداز میں کرتی ہے اسے زندگی کے نشیب و فراز سمجھاتی ہے کبھی کبھار ماں کی سختی سے وہ گھبرا جاتی ہے اور سوچتی ماں اتنی سختی کیوں کرتی ہے؟ کہیں میں سوتیلی بیٹی تو نہیں؟ مگر جب ماں اسکی چھینک پر پریشان ہو جاتی تو اسے اپنی سوچ کو جھٹلانا پڑ جاتا اگر ماں سگی نہیں تو اتنا پریشان کس لیے ہوتی ہیں۔

"بیٹی تیرے ہی بھلے کو کہتی ہوں تو سب سے بڑی ہے نا، تُو جو کرے گی
چھوٹیاں بھی وہی کریں گی اور لڑکیوں کی تو اپنی خوشبو ہوتی ہے جو اچھی
رہے تو سب کو اچھی ہوتی ہے جو اچھی رہے تو سب کو اچھی لگتی ہے اور خراب
ہو جائے تو اسے کون سونگھتا ہے"۔(6)

اس افسانے کا کردار جب اپنے میکے سے سسرال کا سفر طے کرتا ہے۔اسکی
شادی کو پندرہ سال گزر جاتے ہیں اب اسکی خود کی تیرہ سال کی بیٹی ہے تو وہ
اپنی بیٹی کی تربیت بھی انھی اصول و ضوابط پر کرتی ہے جن پر اسکی ماں نے
اسکی تربیت کی تھی۔

'بیٹی لڑکیوں کی اپنی خوشبو ہوتی ہے یہ اچھی رہے تو سب کو اچھی لگتی ہے اگر
یہ خراب ہو جائے تو راستے میں دم توڑ دیتی ہے"۔(7)

لبابہ عباس کے ایک افسانے "سفاک خوشیاں" میں وقت کے تصور اور زمان و مکان کو بہت ہی خوبصورت انداز میں بیان کیا گیا ہے۔اس افسانے کا مرکزی کردار خدا کی ایسی مخلوق ہے جس سے بہت سے لوگ حقارت آمیز رویہ رکھتے ہیں اس کے والدین اسے رحمت کی بجائے زحمت سمجھ کر ہیجڑوں کے سپرد کر دیتے ہیں۔وقت کا پنچھی پر لگا کر اُڑ جاتا ہے وہ بچپن سے جوانی میں داخلہ ہو جاتا ہے وہ ہر وقت بے چین و بے قرار ادھر اُدھر بھٹکتا رہتا اسی دوران اسے ایک بچی مل جاتی جو اس کا مقصدِ حیات بن جاتی ہے۔

"روشنیوں اور تاریکیوں کی آنکھ مچولی میں وقت کو شاید اس پر ترس آہی گیا۔امید کی کرن چمکی آج جیسے ہی صبح منہ اندھیرے وہ گھر سے باہر نکلا تو گلی کی نکڑ پر کوڑے کے ڈھیر پر کوئی جاندار چیز کلبلاتی نظر آئی۔قریب جانے پہ معلوم ہوا کہ ایک نوزائیدہ بچی ہے"۔(8)

وہ بچی کو بہت پیار محبت سے پالنا شروع کر دیتا ہے و اس کے لیے دن رات بہت سی جگہوں پر کام کرنا شروع کر دیتا ہے۔مزدوری کے ساتھ ساتھ ناچ گانا بھی کرتا تاکہ مسرت کو کسی چیز کی کمی نہ رہے۔وقت گزرتا ہے اور بچی جوان ہو جاتی ہے۔اسی افسانے کا مرکزی کردار "شاہد" جو ہیجڑا ہے اور ایک یتیم بچی کو کوڑے کے ڈھیڑ سے اٹھا کر لایا ہے۔شب و روز محنت کے بعد بچی کو پال پوس کر جوان کیا اور جب وقت اس کی اپنی خدمت کا آپہنچا تو دنیاوی حرص ولالچ نے بچی کو دبوچ لیا وہ شاہد کو صاف کہ دیتی ہے کہ

"تم تو ہیجڑے ہو ہیجڑے،سینہ پگھلاتی ہوئی سچائی شاہد کے پورے وجود کو چیر گئی تم میرے ماں باپ نہیں بن سکتے تو مجھے جہاں اُٹھا لائے ہو وہاں چھوڑ آؤ۔انسانوں کی دنیا میں،میرے جیسے لوگوں میں۔تمھاری وجہ سے لوگ مجھ پر ہنستے ہیں۔کالج میں کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہیں رہی۔میری شادی نہیں ہوگی تمھاری وجہ سے"۔(9)

لبابہ عباس کے افسانے "دولے شاہ کا چوہا" میں مرکزی کردار رضیہ ہے جو اپنے والدین کے ساتھ رہتی ہے اسکا بھائی اور اسکی بھاوج اسکے والدین کے ساتھ ناروا سلوک کرتے ہیں اور گھر کے اخراجات دینے میں بہت بخل سے کام لیتے ہیں۔رقیہ ان باتوں پر بہت کُڑھتی ہے۔وقت گزرتا ہے رضیہ کی شادی ہو جاتی ہے۔وقت کے ساتھ اس کے خیالات بھی بدل جاتے ہیں۔وہ اپنے ساس سسر کو بوجھ سمجھنے لگتی ہے۔

"رقیہ نے ایک ٹھنڈی آہ بھری۔کیا بتاؤ اتنے مسائل ہیں اور وسائل بہت کم ہیں اپنا پیٹ بھرنا ہو تو کوئی مسئلہ نہ ہو یہاں تو دو عدد تحفے ساس اور سسر کی صورت میں ملے ہیں۔۔۔

ہر وقت ماں باپ ماں باپ کرتا رہتا ہے میں تو شدید تنگ آگئی ہوں جانے کب ان بڈھا بڈھی سے نجات ملے"۔(10)

لبابہ عباس کا افسانہ "مخملیں کانٹے" کا مرکزی کردار نا ئمہ ہے۔نا ئمہ بہت ہی عام شکل و صورت کی لڑکی ہے وہ خواب وخیال میں پل کر جوان ہو گئی۔نائمہ بہت عام سی شکل وصورت کی مالک ہے۔نائمہ دن رات ناول پڑھتی اور تصورات میں کوئی رہتی اور خود کو ان افسانے کی ہیروئن سمجھتی۔وقت تیزی سے بدلتا ہے وہ بیاہ کر ایک عام شکل وصورت اور غریب

آدمی کے گھر آجاتی ہے۔ اپنی ازدواجی زندگی میں بہت سے نشیب و فراز دیکھتی ہے۔ اسکی زندگی میں آسودگی آجاتی ہے مگر وہ اسے بے سود نظر آتی ہے۔

> "بد قسمتی سے آج ساٹھ برس کی عمر میں رابعہ بٹ کی ہیروئن دوبارہ زندہ ہوگئی تھی مگر زندگی اتنے امتحان لے چکی تھی کہ ان چیزوں کا ذائقہ تک محسوس نہ ہوا۔ صحت کی خرابی نے بغیر سہارے کے چلنا دوبھر کر دیا۔ یہ ایسا وقت تھا جب دو وقت کی روٹی اور سکون کے چند لمحے چاہیئے ہوتے ہیں۔ کسی اور شے کی طلب بے معنی ہو جاتی ہے"۔(11)

صباحت مشتاق کے افسانوں میں بھی وقت اور زماں و مکاں کے حوالے سے موضوعات کی بھرمار نظر آتی ہے۔ ان کے افسانے موجودہ دور کے نمائندہ عکاس ہیں۔

قراۃ العین حیدر لکھتی ہیں:

> "مصنفہ کی ذہنی پختگی اور اسلوب پر انکی گرفت بہت واضح ہے۔ موضوعات کا تنوع بھی قابلِ ذکر ہے۔ جذبات کی عکاسی کرتے ہوئے صباحت مشتاق جذباتیت سے صاف بچ جاتی ہیں۔ غیر ضروری الفاظ اور فالتو تفصیلات کو ان کے افسانوں میں جگہ نہیں ملتی۔ ان کے بعض جملے چونکا دیتے ہیں"۔(12)

صباحت مشتاق کے افسانے "ماریہ" میں بھی زمان و مکان کا تعین ملتا ہے۔ افسانے کا کردار احمد کمال دس سال پہلے کی یاد میں وقت کا تصور کرتا نظر آتا ہے۔ یعنی ماضی سے حال تک پہنچ جانے کے باوجود انسان کی زندگی سے ماضی میں ہونے والے واقعات زمانے گزرنے کے باوجود نہیں جاتے۔

> "مجھے دس سال پہلے کا وہ دسمبر یاد آیا جب اسی سڑک پر وہ مجھے پہلی بار ملی تھی۔ بارش میں بھیگنے کے ڈر سے میں تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ہوٹل کی طرف جا رہا تھا۔ کچھ دیر پہلے جب میں ہوٹل سے نکلا تو موسم خاصا خوشگوار تھا۔ بادل تو تھے لیکن بارش کے آثار نہ تھے۔ مگر پہاڑوں پر بارش کا کیا بھروسہ۔۔۔۔ پیچھے آنے والی قدموں کی آواز نے احساس دلایا کہ کوئی اور بھی ہے۔ میں مڑ کر دیکھا یہ وہی پھولدار سکارف اور سرخ مفلر والی لڑکی تھی جسے میں کل سے دیکھ رہا تھا اس نے مفلر اپنے کانوں کے گرد لپیٹ رکھا تھا کہ اس کے ہونٹ اور ٹھوڑی سکارف کی پھولدار محراب کے نیچے چھپ گئے تھے۔ اس کی روشن آنکھیں سامنے سڑک پہ جمی ہوئی تھیں اور جیکٹ

کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ میرے قریب سے اجنبیوں کی طرح گزر گئی"۔(13)

صباحت مشتاق کے افسانے "دونمبر" میں پہلے بھی ماضی کی یادیں اور موجودہ زندگی میں اس کے اثرات کو دیکھا جاسکتا ہے۔افسانے کا کردار سعیدہ بیگم جو پچیس برس پہلے بیاہ کر بیرسٹر کے گھر آئی تھی اچھے حسب نسب کی مالک ہے لیکن زندگی باقی چیزوں کو اہمیت نہیں دیتی ہے۔وقت گزرتا جاتا ہے اور زندگی آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔زمان و مکان کسی کے لیے نہیں رکتے۔افسانے کا انجام بھی بڑے معنی خیز انداز میں ہوا۔

"بس کرو اماں،بہت ہوگیا۔تیس برس ہوگئے ہمیں یہ تماشا دیکھتے ہوئے۔لیکن اب بس کرو،اپنی حالت پر ہی رحم کھاؤ۔آج تم جو واویلا کر رہی ہو جن باتوں کے لیے الزام دے رہی ہو یہ سب کیا دھرا تمھارا اپنا ہے"۔(14)

صباحت مشتاق کے افسانے "عمراں لنگھیاں پباں بھار" میں وقت اور زمان و مکان کو بڑی ہی خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے۔اس افسانے کی کہانی کا مرکزی کردار چوہری اکبر ہے جو دوبیویوں کو زمانے کے حال کے ساتھ لے کر چل رہا ہے۔دونوں میں سے محبوب بیوی خورشید کے کہنے پر پہلی بیوی کے حقوق بھی ادا کرتا ہے۔بچوں کی پیدائش اور پرورش نے زندگی کے ایام چرخے کے پہیے کی طرح گھما دیے۔زندگی کے شب وروز بڑی روانی کے ساتھ گزر رہے ہیں۔زمانے کا تصور اور زمان و مکان اس افسانے میں بڑے والہانہ انداز میں دیکھے جاسکتے ہیں۔زندگی کے ساتھ ساتھ کرداروں کے بدلتے رویے اور زندگی کے بدلتے شب وروز زمان ومکان ک تصور دیتے ہیں۔

"دن تیزی سے گزرتے رہے،چوہدری اکبر ریٹائرڈ ہوگیا۔دونوں بیٹیاں بیاہ کر اپنے گھروں کو جاچکیں اور دونوں ڈولیاں بہوؤں کو لے کر آنگن میں اتریں۔خورشید نے جس طرح بیٹوں کی تربیت میں کوئی کسر نہ اٹھار کھی تھی ویسے ہی بہوؤں کو نئے گھر اور ماحول میں ڈھلنے کے لیے مدد کررہی تھی۔وہ ان کی ساس سے زیادہ سہیلی نظر آتی جبکہ بلقیس ایک روایتی ٹھسے دار ساس کے روپ میں ان پر حکم چلاتی"۔(15)

راشدہ کے افسانے "سوالیہ نشان" میں وقت کی بدلتی دھار کو دکھایا گیا ہے۔افسانے کا مرکزی کردار رضوی صاحب ہیں جو ایک نوکرانی کے ساتھ تعلقات میں ملوث کے نتیجے میں رشید پیدا ہوتا ہے۔اقبال کی پیدائش کے وقت اسکی ماں کا انتقال ایک بہت بڑا المیہ ہے۔وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ رضوی صاحب نوکرانی کی محبت کو نہیں بھول پائے۔اس محبت کے تجسس میں پہلی دوسری حتٰی کہ تیسری شادی کرتے ہیں۔ان شادیوں سے نہ ذہنی آسودگی حاصل ہوتی ہے اور نہ اولادِ نرینہ۔صرف ایک نام ونہاد عزت زمانے میں ہے۔

"شمو میں اپنی نئی نویلی بیویوں کو چھوڑ چھاڑ کر نوکرانیوں اور باندیوں کے پاس تمھاری خوشبو ڈھونڈنے کے لیے جاتا رہا مگر تم تو زمین زادی تھیں اس لیے تمھاری باس بھی مٹی میں مل گئی کسی اور وجود کا حصہ نہ بن سکی۔۔۔۔۔

میں کتنا بدنصیب ہوں شمو کہ میرا اپنا بیٹا موجود ہے لیکن میں پھر بھی زمانے
کو نہیں بتا سکتا کہ میرا وارث موجود ہے۔یہ سب میرے گناہوں کی وجہ
سے ہوا ہے۔ تمھیں تو میری محبت نے مارا"۔(16)

راشدہ قاضی کے افسانے "36 گھنٹوں میں 15 منٹ "میں وقت کے گزرنے کا تصور اور زمان و مکان کا تعین بڑے عمدہ طریقے سے کیا گیا ہے۔افسانے کا مرکزی کردار ثنا اور شاہدہ ہیں جو یونیورسٹی بہت اچھی سہیلیاں رہی ہیں۔پسندیدگی اور ناپسندیدگی کے مراحل وقت کے ساتھ ساتھ افسانے کا موضوع ہیں۔

گرد میں لپٹی کہانی میں بھی آپا بی بی کا کردار مرکزی ہے۔جسکی دعاؤں کی تو زمانے کو ضرورت ہے لیکن اس کی اپنی زندگی گرد آلود ہو چلی ہے۔افسردگی اور مایوس خواہشیں اور ناآسودگیاں وہ مقدر کا حصہ تصور کرتی ہیں۔زندگی سے بے زار آپا بی گھر سے باہر دور چلی جاتی ہے جہاں جا کر بھی وہ زمانے کی ہوس کا شکار ہو جاتی ہے۔

لبابہ عباس،صباحت مشتاق اور راشدہ قاضی کے افسانوں میں وقت کا تصور ان کے موضوعات کے حوالے سے اہم ہیں کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ زماں و مکاں اور حالات کیسے بدلتے جاتے ہیں وقت کی قید ان کے افسانوں میں کہیں نہیں ہیں۔افسانوں کے کردار ہر زمانے کے ساتھ رچے بسے ہیں۔

حوالہ جات

1. پروفیسر ابوبکر،ڈاکٹر،اردو فکشن اور وقت،دہلی،دلنواز پبلی کیشنز،1997ء،ص305
2. لبابہ عباس، سمجھوتے کی چادر،اسلام آباد،عکاس پبلشرز،2004ء،ص53
3. لبابہ عباس، سمجھوتے کی چادر،اسلام آباد،عکاس پبلشرز،2004ء،ص59
4. لبابہ عباس، سمجھوتے کی چادر،اسلام آباد،عکاس پبلشرز،2004ء،ص64
5. لبابہ عباس، سمجھوتے کی چادر،اسلام آباد،عکاس پبلشرز،2004ء،ص77

6. لبابہ عباس، سمجھوتے کی چادر،اسلام آباد،عکاس پبلشرز،2004ء،ص82
7. لبابہ عباس، سمجھوتے کی چادر،اسلام آباد،عکاس پبلشرز،2004ء،ص86
8. لبابہ عباس، سمجھوتے کی چادر،اسلام آباد،عکاس پبلشرز،2004ء،ص89،90
9. لبابہ عباس، سمجھوتے کی چادر،اسلام آباد،عکاس پبلشرز،2004ء،ص106
10. لبابہ عباس، سمجھوتے کی چادر،اسلام آباد،عکاس پبلشرز،2004ء،ص143
11. صباحت مشتاق،اعتراف،لاہور،سانجھ پبلشرز،2014ء
12. صباحت مشتاق،اعتراف،لاہور،سانجھ پبلشرز،2014ء،ص163،164
13. صباحت مشتاق،اعتراف،لاہور،سانجھ پبلشرز،2014ء،ص154
14. صباحت مشتاق،اعتراف،لاہور،سانجھ پبلشرز،2014ء،ص154
15. صباحت مشتاق،اعتراف،لاہور،سانجھ پبلشرز،2014ء،ص138
16. راشدہ قاضی،36گھنٹوں میں سے 15منٹ،فیصل آباد،مثال پبلشرز،2014ء،ص119